الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب

۱۳۲۷ھ

نمازِ جنازہ غائبانہ ناجائز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہتمام: سیّد شاہ تراب الحق قادری

ناشر:
امام احمد رضا اکیڈمی
۴/۸۲، ۵-۱ی ایریا، گلشن غوثیہ نیو کراچی

سلسلۂ مطبوعات ۳

اَلْهَادِیُ الْحَاجِبُ عَنْ جَنَازَةِ الْغَائِبُ
۱۳۲۷ھ

نمازِ جنازہ غائبانہ ناجائز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہتمام: سیّد شاہ تراب الحق قادری

ملنے کا پتہ

حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی

دکان نمبر ا، رہبر منزل متصل المسلم ویلفیئر سوسائٹی نزد بسم اللہ مسجد
حنفیہ چوک، کھارادر، کراچی نمبر ۲۔

سلسلہ مطبوعات ۳۲

نام رسالہ : الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب
۱۳۲۷ھ

موضوع : نماز جنازہ غائبانہ ناجائز
مصنف : اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
باھتمام : سید شاہ تراب الحق قادری
پیشکش : غلام محمد قادری
معاونت : محمد اسمٰعیل قادری، حافظ محمد آصف قادری واراکین بزم
ضخامت : ۳۶ صفحات ۲۳×۳۶/۱۶ آفسٹ
طباعت : باردوم ربیع الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۹۲ء
تعداد : ایک ہزار تقریباً
ناشر : بزم فکر و عمل کراچی
طابع : حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی
ھدیہ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از معسکر بنگلور جامع مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب مدراسی ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالیٰ کہ حنفی مذہب میں نماز جنازہ مع اولیائے میت پڑھ لیے ہوں پھر دوبارہ پڑھنا اور نماز جنازہ غائب پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر امام شافعی مذہب ہو تو اس کے اقتدار سے ہم حنفیوں کو یہ دونوں امر جائز ہو جائیں گے یا نہیں یہ حیلہ ہمارے مذہب میں کچھ اصل رکھتا ہے یا نہیں ہمارے بلاد دکن اضلاع بنگلور و مدراس میں ان مسئلوں کی اشد ضرورت ہے امید کہ عبارات عام فہم ہونگی کہ بکار آمد ہو۔

(السائل عبدالرحیم مدراسی)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا یشفع عندہ الا باذنہ والصلاۃ والسلام علی من امر بالوقوف عند حدود دینہ وعلی الہ وصحبہ قدر کمالہ وحسنہ آمین

جواب سوال اوّل

مذہب مہذب حنفی میں جب کہ ولی[1] نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہو چکی (اگرچہ یونہی کہ دوسرے نے شروع کی ولی شریک ہو گیا) تو اب دوسروں کو نماز مطلقاً جائز نہیں نہ ان کو جو پڑھ چکے نہ ان کو جو باقی رہے ائمہ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے جو اس کا خلاف کرے مذہب حنفی کا مخالف ہے تمام کتب مذہب متون و شروح و فتاویٰ اس کی تصریحات

[1] المراد بالولی ہہنا ہو الاحق وبغیرہ من لیس لہ الحق فاحفظ وسیأتی التفصیل ۱۲ منہ

سے گونج رہی ہیں اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ "النھی الحاجز عن تکرار الصلوٰۃ الجنائز" میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اتم ہو چکی ہے یہاں صرف نصوص و عبارات ائمہ و علمائے حنفیہ خصھم اللہ تعالیٰ بالطافہ الخفیہ ذکر کریں اور از انجا کہ یہ تحریر فائدہ جدیدہ سے خالی نہ ہو ان میں جدت و زیادت کا لحاظ رکھیں و باللہ التوفیق۔ یہاں کلام بنظر انتظام مراسم چند انواع پر خواہاں انقسام۔ **نوع اول** نماز جنازہ دوبارہ روا نہیں (۱) درمختار میں ہے تکرارھا غیر مشروع نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں (۲) غنیہ شرح منیہ میں ہے تکرار الصلوٰۃ علی میت واحد غیر مشروع ایک میت پر دوبارہ نماز ناجائز ہے (۳) امام اجل مفتی الجن والانس سیدی نجم الدین عمر نسفی استاذ امام اجل صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ منظومہ مبارکہ میں فرماتے ہیں باب فتاوی الشافعی وحدہ - ومابہ قال وقلنا ضدہ

وجائز فی فعلھا التکرار ۔ وفی القبور[1] یدخل الاوتار

یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز ہونا صرف امام شافعی کا قول ہے۔ ہمارے نزدیک جائز نہیں (۴) ایضاح امام ابو الفضل کرمانی (۵) فتاوٰے علمگیریہ (۶) جامع الرموز میں ہے لا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ کسی میت پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے (۷) علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں سقوط فرضھا بواحد فلو عادوا تکررت ولم تشرع مکررۃ نماز جنازہ کا فرض ایک کے پڑھنے سے ساقط ہو جاتا ہے اب اگر پڑھیں تو مکرر ہو جائیگی اور وہ مکرر مشروع نہیں بحر الرائق و شامل بیہقی وغیرہما کی عبارات نوع سوم میں آتی ہیں اور حلیہ کی چہارم اور عنایہ کی دہم میں (۸) مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی (۹) نہایہ شرح ہدایہ (۱۰) منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں ہے لا تعاد الصلوٰۃ

---

[1] لا یدخل القبر عندہ لو منع المیت الا الوتر و عندنا الوتر والشفع سواء ۱۲ منہ

[2] ہر نوع بعون الٰہی نفیس و جلیل مسائل پر مشتمل ہوگی کہ اس باب میں جن کی حاجت واقع ہوتی اور محل خلاف میں قول ارجح کی طرف بھی اجمالی اشارہ ہوگا و باللہ التوفیق ۱۲ منہ

علی المیت الآن یکون الولی ھو الذی حضر فان الحق ولیس لغیر ولایۃ اسقاط حقہ کسی میت پر دو دفعہ نماز نہ ہو ہاں اگر ولی آئے تو حق اس کا ہے اور دوسرا اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔ **نوع دوم** دوبارہ پڑھیں تو نفل ہوگی اور یہ نماز بطور نفل جائز نہیں۔ (۱۱) ہدایہ (۱۲) کافی شرح وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی (۱۳) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی (۱۴) جوہرہ نیرہ شرح مختصر القدوری (۱۵) درر شرح غرر (۱۶) بحر الرائق شرح الکنز للعلامۃ زین (۱۷) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر (۱۸) مستخلص الحقائق شرح کنز (۱۹) کبیری علی المنیہ میں ہے الفرض یتادی بالاول والتنفل بہا غیر مشروع (زاد فی التبیین) ولہذا لا یصلی علیہ من صلی علیہ مرۃ فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو جاتا ہے اور یہ نماز نفل طور پہ جائز نہیں اس لیے جو ایکبار پڑھ چکا دوبارہ نہ پڑھے کافی کے الفاظ یہ ہیں حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلوۃ الاولی فلو فعلہ الفریق الثانی لکان نفلا واذا غیر مشروع کمن صلی علیہ مرۃ میت کا حق پہلے فریق نے ادا کر دیا اور فرض کفایہ نماز اول سے ساقط ہو گیا اب اور لوگ پڑھیں تو نماز نفل ہوگی اور یہ جائز نہیں جیسے ایک بار پڑھ چکنے والے کو دوبارہ کی اجازت نہیں (۲۰) شرح تجرید امام کرمانی (۲۱) فتاوے ہندیہ (۲۲) مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی میں ہے التنفل بصلوۃ الجنازۃ غیر مشروع نماز جنازہ بطور نفل جائز نہیں (۲۳) امام محمد محمد محمد بن امیر الحاج حلبہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں المذھب عند اصحابنا ان التنفل بہا غیر مشروع ہمارے اماموں کا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ نفلاً روا نہیں (۲۴) بحر العلوم ملک العلماء رسائل الارکان میں فرماتے ہیں لو صلوا لزم التنفل بصلاۃ الجنازۃ و اذا غیر جائز پھر پڑھیں تو نماز جنازہ بطور نفل پڑھنی لازم آئے گی اور یہ ناجائز ہے۔ رد المحتار کی عبارت نوع ششم میں آئیگی۔ **نوع سوم۔** یہاں تک کہ اگر سب مقتدی بے طہارت یا سب کے کپڑے نجس تھے یا نجس جگہ کھڑے تھے یا عورت امام اور مرد مقتدی تھے۔ غرض کسی وجہ

سے جماعت بھر کی نماز باطل اور فقط امام کی صحیح ہوئی اب اعادہ نہیں کرسکتے کہ اکیلے امام سے فرض ساقط ہوگیا ہاں اگر قوم میں کوئی وجہ بطلان نہ تھی پھر پڑھی جائے گی کہ جب امام کی صحیح نہ ہوئی (۲۵) خلاصہ (۲۶) بزازیہ (۲۷) محیط (۲۸) بدائع، امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی (۲۹) شامل للامام البیہقی (۳۰) تجرید للامام ابی الفضل (۳۱) مفتاح (۳۲) جواہر اخلاطی (۳۳) قنیہ (۳۴) مجتبیٰ (۳۵) شرح التنویر للعلائی (۳۶) اسمٰعیل مفتی دمشق تلمیذ صاحب درمختار (۳۷) ردالمحتار (۳۸) ہندیہ (۳۹) بحر (۴۰) حلیہ (۴۱) رحمانیہ میں ہے بعضھم یزید علی بعض والنظم للدرام بلا طھارۃ والقوم بھا اعیدت وبعکسہ لا کما لو امت امراۃ ولو امتہ لسقوط فرضھا بواحد۔ امام طہارت سے نہ تھا اور مقتدی طہارت پر تو نماز پھیری جائے اور عکس میں نہیں جیسے جبکہ عورت امام ہو اگرچہ کنیز ہو کہ فرض ایک کے پڑھ لینے سے ساقط ہوگیا۔ محیط بحرالرائق کے لفظ یہ ہیں لوکان الامام علی طھارۃ والقوم علی غیرھا لا تعاد لان صلاۃ الامام صحت فلو اعادوا تتکرر الصلوۃ وانہ لا یجوز امام طہارت پر ہو اور مقتدی بے طہارت تو نماز نہ پھیری جائے کہ امام کی نماز صحیح ہوگئی اب اگر پھیریں تو نماز جنازہ دوبار ہوگی اور یہ ناجائز ہے۔ شامل بیہقی کے لفظ یہ ہیں وان کان القوم غیر طاھر لا تعاد لان الاعادۃ لا تجوز اگر مقتدی بے طہارت ہوں نماز نہ پھیریں کہ یہ نماز دوبار جائز نہیں۔ **نوع چہارم** جب ولی خود یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھا دے یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں (۴۲) کنزالدقائق (۴۳) وافی للامام اجل ابی البرکات النسفی (۴۴) وقایہ (۴۵) نقایہ للامام صدر الشریعۃ (۴۶) غرر للعلامۃ مولیٰ خسرو (۴۷) تنویر الابصار وجامع البحار شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی (۴۸) ملتقے الابحر (۴۹) اصلاح، للعلامۃ ابن کمال پاشا (۵۰) فتح القدیر للامام المحقق علی الاطلاق (۵۱) شرح منیہ ابن امیر الحاج (۵۲) شرح نورالایضاح

ف۔ کسی کی صحیح نہ ہوئی۔

للمصنف میں ہے واللفظ للعلامۃ ابراہیم الحلبی لا یصلی غیر الولی بعد صلاۃ ولی کے بعد کوئی شخص نماز جنازہ نہ پڑھے امام ابن الہمام کے الفاظ یہ ہیں ان صلی الولی وان کان وحدہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ولی اگرچہ تنہا نماز پڑھ لے اس کے بعد کسی کو پڑھنا جائز نہیں یوں ہی مراقی الفلاح میں فرمایا لا یصلی احد علیہم بعدہ وان صلی وحدہ ولی۔ ولی اکیلا ہی پڑھ چکا جب بھی اس کے بعد کوئی نہ پڑھے حلیہ کی عبارت یہ ہے قال علماؤنا اذا صلی علی المیت من لہ ولایۃ ذلک لا تشرع الصلاۃ علیہ الثانیۃ بغیرہ ہمارے علما نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ لے پھر کسی کو اس پر نماز مشروع نہیں (۵۳) مختصر قدوری (۵۴) ہدایہ للامام الاجل ابی الحسن علی بن عبد الجلیل الفرغانی (۵۵) نافع متن مستصفٰے للامام ناصر الدین ابی القاسم المدنی السمرقندی (۵۶) شرح الکنز للعلامۃ ابن نجیم (۵۷) شرح الملتقی للعلامۃ شیخی زادہ (۵۸) شرح النقایہ للقہستانی (۵۹) ابراہیم الحلبی علی المنیۃ (۶۰) شرح مسکین للکنز (۶۱) برجندی شرح نقایہ میں ہے ان صلی علیہ الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ اگر جنازے پر ولی نماز پڑھ لے تو اب کسی کو پڑھنی جائز نہیں۔ غنیہ کے لفظ یہ ہیں عدم جواز صلاۃ غیر الولی بعدہ مذہبنا ولی کے بعد سب کو نماز ناجائز ہونا ہمارا مذہب ہے (۶۲) مستصفٰے للامام النسفی (۶۳) شلبیہ علی الکنز میں ہے لو لم یحضر السلطان وصلی الولی لیس لاحد الاعادۃ اگر سلطان حاضر نہ ہو اور ولی پڑھ لے اب کوئی اعادہ نہیں کر سکتا نوع پنجم کچھ ولی کی خصوصیت نہیں حاکم اسلام یا امام مسجد جامع یا امام مسجد محلہ میت کے بعد بھی پھر دوسرے ولی کو اجازت نہیں کہ یہ بھی صاحب حق ہیں (۶۴) امام فخر الدین عثمان نے شرح کنز میں بعد مسئلہ ولی فرمایا وکذا بعد امام الحی وبعد کل من یتقدم علی الولی یعنی یونہی اگر مسجد محلہ میت کا امام یا سلطان وغیرہ حکام اسلام نماز جنازہ پڑھ لیں تو پھر اور ولی کو نماز کی اجازت نہیں (۶۵) فاتح شرح قدوری (۶۶) ذخیرۃ العقبٰی علی صدر الشریعۃ (۶۷) حواشی سید حموی میں ہے۔

تخصیص الولی لیس بقید لانہ لو صلی السلطان او غیرہ ممن ھو اولی من الولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ

کچھ ولی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان وغیرہ جو ولی سے اولی ہیں انکے بعد بھی کسی کو پڑھنا جائز نہیں (۶۸) فتح القدیر (۶۹) فتح اللہ المعین عن ؒ اذا منعت الاعادۃ بصلاۃ الولی فبصلاۃ من ھو مقدم علی الولی اولی جب ولی کے بعد دوسرے کو اجازت نہیں تو سلطان وغیرہ کو اس سے بھی مقدم ہیں ان کے بعد اجازت نہ ہونا بدرجہ اولی۔

(۷۰) قہستانی علی مختصر الوقایہ میں ہے لا یجوز ان یصلی غیر الاحق بعد صلاۃ الولی والاحق ولی وغیرہ جو اس نماز میں صاحب حق ہیں ان میں کسی کے پڑھنے کے بعد غیر کو پڑھنا جائز نہیں حلیہ کی عبارت نوع چہارم میں گزری **نوع ششم** ولی وغیرہ ذی حق جس صورت میں اپنے حق کے لیے اعادہ کر سکتے ہیں اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ان کی نماز میں شریک نہیں ہو سکتا (۷۱) نور الایضاح (۷۲) درمختار (۷۳) بحر الرائق (۷۴) قنیہ (۷۵) شرح مختصر الوقایہ للعلامۃ عبد العلی (۷۶) شرح الملتقی للعلامۃ عبد الرحمن الرومی (۷۷) غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی (۷۸) شرح منظومہ ابن وہبان للعلامۃ ابن الشحنۃ (۷۹) خادمی علی الدرر میں ہے واللفظ لہ لیس لمن یصلی اولا ان یعید مع الولی جو ایک بار پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ اعادہ نہیں کر سکتا (۸۰) فتح القدیر میں ہے ولذا قلنا لا یشرع لمن صلی مرۃ التکریر اسی لیے ہمارا مذہب ہے کہ جو ایکبار پڑھ چکا اُسے پھر پڑھنا جائز نہیں (۸۱) شامی علی الدر میں ہے لان اعادتہ تکون نفلا من کل وجہ بخلاف الولی لانہ صاحب الحق۔ اس لیے کہ اسکا اعادہ ہر طرح نفل ہی ہوگا اور یہ جائز نہیں بخلاف ولی کہ صاحب حق ہے۔

نوع ہفتم جب ولی نے دوسرے کو اذن دیدیا اگرچہ آپ شریک نماز نہ ہوا یا کوئی اجنبی بے اذن ولی خود ہی بڑھ گیا مگر ولی شریک نماز ہوگیا تو ان صورتوں میں ولی بھی اعادہ نہیں کر سکتا۔ (۸۲) جوہرہ میں ہے ان اذن الولی لغیرہ فصلی لا یجوز لہ الاعادۃ اگر ولی کے اذن سے دوسرے نے پڑھ لی تو اب ولی کو بھی اعادہ جائز نہیں (۸۳) بحر میں ہے اذن لغیرہ بالصلوۃ لا حق لہ فی الاعادۃ ولی جب دوسرے کو نماز کا اذن دیدے اب اسے اعادہ کا حق نہیں (۸۴) فتاوی امام قاضی خان۔ (۸۵) فتاوی ظہیریہ (۸۶) فتاوی ولوالجیہ (۸۷) واقعات (۸۸)

تجنیس للامام صاحب ہدایہ (۸۹) فتاوے عتابیہ (۹۰) فتاوی خلاصہ (۹۱) عنایہ شرح ہدایہ (۹۲) نہایہ اوّل شروح ہدایہ (۹۳) منبع (۹۴) عبدالحلیم رومی علی الدرر (۹۵) شلبی علی زیلعی الکنز (۹۶) حلیہ (۹۷) برجندی (۹۸) بحر (۹۹) رحمانیہ (۱۰۰) شرح علائی (۱۰۱) ہندیہ میں ہے واللفظ للعنایۃ عن الولوالجی وللشلبی عن النہایۃ عن الولوالجی والظہیریۃ والتجنیس وللبحر عنہم وعن الواقعات رجل صلی علی جنازۃ والولی خلفہ ولم یرض بہ ان تابعہ وصلی معہ لا یعید لانہ صلی مرۃ ایک شخص نے نماز پڑھائی اور ولی راضی نہ تھا لیکن شریک ہوگیا تو اب اعادہ نہ کرے گا کہ ایک بار پڑھ چکا۔ **نوع ہشتم** یونہی اگر سلطان وغیرذی حق کہ ولی سے مقدم ہیں پڑھ لیں یا خود نہ پڑھیں ان کے اذن سے کوئی پڑھ دے جب بھی ولی کو اختیار اعادہ نہیں (۱۰۲ تا ۱۱۹) ۸۴ سے ۱۰۱ تک تمام کتب مذکورہ (۱۲۰) فتح القدیر (۱۲۱) فتح المعین میں ہے اما من ذکرنا لفظھم انفا فبالفاظ متفقۃ والباقون بمعانی متقاربۃ وھذا لفظ الخانیہ ان کان المصلی سلطانا اوالامام الاعظم اوالقاضی اووالی مصر او امام حیہ لیس للولی ان یعید فی ظاھر الروایۃ زاد الذین سقناہ لفظھم لانھم اولی بالصلوۃ منہ اگر امیرالمومنین یا سلطان اسلام یا قاضی یا والی شہر یا امام مسجد محلہ میت نے نماز پڑھ لی تو ہمارے ائمہ سے ظاہر الروایۃ میں ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں کہ یہ لوگ اس نماز کے حق میں ولی سے مقدم ہیں (۱۲۲) غنیہ (۱۲۳) حلیہ (۱۲۴) بحر (۱۲۵) الطحطاوی علی مراقی الفلاح سب کے باب تیمم میں ہے لوصلی من لہ حق التقدم کالسلطان ونحوہ لا یکون لہ حق بالاعادۃ سلطان وغیرہ جو ولی پر مقدم ہیں ان کے پڑھ لینے کے بعد ولی کو حق اعادہ نہیں۔ کفایہ مستخلص کی عبارت نوع دہم میں آتی ہے امام عتابی نے مثل عبارت مذکورہ خانیہ ذکر کیا اور ان کی گنتی میں جو ولی پر مقدم ہیں امام مسجد جامع کو بھی بڑھایا اور درایہ پھر نہر پھر درمختار اور جوامع الفقہ اور پھر فتح پھر شرنبلالیہ میں تصریح فرمائی کہ امام جامع امام محلہ پر مقدم ہے (۱۲۶) درایہ شرح ہدایہ (۱۲۷)

شلبیہ علی الکنز میں ہے ولو صلی امام المسجد الجامع لا تعاد مسجد جامع کا امام پڑھ لے تو پھر اعادہ نہیں (۱۲۸) مجمع البحار (۱۲۹) شرح مجمع (۱۳۰) بحر (۱۳۱) ردالمحتار میں ہے امام الحی کالسلطان فی عدم اعادۃ الولی امام محلہ بھی اس امر میں مثل سلطان ہے کہ اس کے بعد ولی کو اعادہ جائز نہیں۔ تنبیہ امام عتابی نے ولی پر تقدیم امام میں یہ شرط لگائی کہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی ہی اولیٰ ہے یہ شرط شرنبلالیہ میں معراج الدرایہ اور درمختار میں مجتبیٰ وشرح المجمع المصنفہ سے نقل فرمائی حلیہ میں اسے عتابی سے بحوالہ شرح مجمع اور امام بقالی سے بحوالہ مجتبیٰ نقل کرکے فرمایا وھو احسن یہ کلام عمدہ ہے اسی طرح بحر الرائق میں فرمایا (۱۳۲) خانیہ (۱۳۳) وجیز کردری (۱۳۴) عالمگیریہ (۱۳۵) خزانۃ المفتین میں ہے واللفظ للوجیز مات فی غیر بلدہ فصلی علیہ غیر اھلہ ثم حملہ اھلہ الی المنزلۃ ان کانت الصلاۃ الاولی باذن الوالی او القاضی لا تعاد غیر شہر میں مرا اجنبی لوگوں نے نماز پڑھ لی پھر اس کے اقارب اسے اس کے وطن میں لے آئے اگر پہلی نماز حاکم اسلام یا قاضی کے اذن سے ہوئی تھی تو اب اقارب اعادہ نہ کریں **نوع نہم** اگر ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان وحکام کہ اس سے اولیٰ ہیں بعد کو آئے اب وہ بھی بالاتفاق اعادہ نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کے بے اذن ولی نے پڑھ لی اور وہ شریک نہ ہوئے تو ایک جماعت علماء کے نزدیک انھیں اختیار اعادہ ہے وھو محمل مافی الدر عن المجتبیٰ وفی النھایۃ والجوھرۃ ثم الھندیۃ والطحطاوی وفی العنایۃ والبرجندی عن النھایۃ وفی الفاتح شرح القدوری وفی ابی سعید علی الدر عن المجتبیٰ وغیرہا اور ایک جماعت علماء کے نزدیک اب بھی سلطان وغیرہ کسی کو اختیار اعادہ نہیں۔ معراج الدرایہ میں اسی کی تائید کی ردالمحتار میں اسی کو ترجیح دی اور یہی ظاہر اطلاق متون اور ظاہرا من حیث الدلیل اقوی ہے تو حاصل یہ ٹھہرا کہ سلطان نے پڑھ لی تو ولی نہیں پڑھ سکتا ولی نے پڑھ لی تو سلطان نہیں پڑھ سکتا۔ غرض ہر طرح اعادہ وتکرار کا دروازہ بند فرماتے ہیں (۱۳۶

غایۃ البیان شرح الہدایۃ للعلامۃ الاتقانی میں ہے ھٰذا علی سبیل العموم حتّٰی لا تجوز الاعادۃ لا لسلطان ولا لغیرہ یعنی ولی کے بعد کسی کو نماز کی اجازت نہ ہونیکا حکم عام ہے یہاں تک کہ پھر سلطان وغیرہ کسی کو اعادہ جائز نہیں۔
(۱۳۷) صغیری میں ہے ان صلی ھو فلیس لغیرہ ان یصلی بعدہ من السلطان فمن دونہ ولی پڑھ لے تو پھر کسی کو پڑھنے کا اختیار نہیں سلطان ہو یا اور کوئی
(۱۳۸) سراج وہاج شرح قدوری میں ہے من صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ سلطانا کان او غیرہ ولی کے بعد کسی کو نماز جائز نہیں سلطان ہو یا اس کا غیر (۱۳۹) و (۱۴۰) ابوالسعود میں نافع وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اطلق فی الغیر فعم السلطان نفادہ عدم اعادۃ السلطان بعد صلوۃ الولی وبہ جزم فی السراج وغایۃ البیان والنافع کنز میں امام ماتن نے غیر کو مطلق رکھا جو سلطان کو بھی شامل تو اس کا مفاد یہ ہے کہ ولی کے بعد سلطان بھی اعادہ نہ کرے اور اسی پر حدادی و اتقانی و نافع نے جزم فرمایا (۱۴۱) مستصفٰی للامام النسفی (۱۴۲) شلبی علی الکنز میں ہے الحق الی الاولیاء حیث قال لیس لاحد بعدہ الاعادۃ بطریق العموم سلطانا کان او غیرہ ۔ اصل حق ولی کا ہے ولہذا ماتن یعنی صاحب الفقہ النافع نے عام فرمایا کہ ولی کے بعد کسی کو اعادہ کا اختیار نہیں سلطان ہو یا کوئی (۱۴۳ و ۱۴۴) ردالمحتار میں معراج الدرایہ وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اذا صلی الولی فھل لمن قبلہ کالسلطان حق الاعادۃ فی السراج والمستصفی لا ویدل علی ھذا کقول الھدایۃ ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ونحوہ فی الکنز وغیرہ فقولہ لم یجز لاحد یشمل السلطان ونقل فی المعراج عن المنافع لیس للسلطان الاعادۃ ثم ایدہ روایۃ المنافع اھ ملخصا کیا ولی کے بعد سلطان وغیرہ جو اس سے مقدم ہیں اعادہ کا حق رکھتے ہیں سراج و مستصفٰی میں منع فرمایا اور ہدایہ کا قول اس پر دلیل ہے کہ فرمایا ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں اور یونہی کنز وغیرہ میں ہے کسی میں سلطان بھی آگیا اور معراج میں منافع سے سلطان کو منع اعادہ نقل

ۓ حاشیہ صفحہ ۱۲ پر

کرکے اس کی تائید فرمائی (۱۴۵) بحرالرائق میں ہے صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس لہ الاعادۃ ولی پڑھ چکا پھر سلطان وغیرہ وہ لوگ آئے جو ولی پر مقدم ہیں انھیں اعادہ کا اختیار نہیں و بھذا حاول البحر التوفیق فحمل ما فی النھایۃ والعنایۃ علی ما اذا تقدم الولی بحضرۃ السلطان من دون اذنہ وما فی السراج والمستصفٰی علی ما اذا تقدم وھم غیب ثم حضروا ونازعہ فی النھر بان کلماتھم متفقۃ علی ان لاحق للسلطان فمن دونہ قبل الولی الاعند حضورھم فالخلاف انما ھو اذا حضروا۔ اقول کیفما کان الامر فالذی یقول باعادۃ السلطان انما یقول اذا حضر وتقدم الولی بلا اذنہ قال فی الحلیۃ فی تصویر ھذا الخلاف صلی الولی والسلطان او امام الحی او من بینھما حاضر ولم یتابعہ الخ وکذلک قید فی النافع بقولہ ان حضر قال فی شرح المستصفٰی انما قدم السلطان بعارض ولھذا قال ان حضر اھ وفی المجتبی صلی الولی لم یجز ان یصلی احد بعدہ ھذا اذا لم یحضر السلطان اما اذا حضر وصلی الولی یعید السلطان اھ ومثلہ فی الفتح وفی الدر لو صلی الولی بحضرۃ السلطان اھ فی المعراج والحاوی عن المجتبی للسلطان الاعادۃ اذا صلی الولی بحضرتہ اھ وفی ما علی المراقی صلی ولی واذن السلطان ان یصلی علیہ فلہ ذلک جوھرہ یعنی اذا کان حاضرا وقت الصلوۃ ولم یصل مع الولی ولم یاذن لاتفاق کلمتھم ان لاحق للسلطان عند عدم حضورہ منہ اھ فظھر سقوط ما وقع لعبد الحلیم علی الدرر من قولہ

لہ المنافع ہو المستصفٰی للامام اجل ابی البرکات النسفی شرح الفقہ النافع الشہیر بالنافع للامام ناصر الدین ابی القاسم المدنی السمرقندی وقد قال رحمہ اللہ تعالٰی فی آخر کتابہ المصفٰی شرح المنظومۃ النسفیۃ لما فرغت من جمع المنافع واملائہ وہو المستصفٰی سألنی بعض اخوانی ان اجمع للمنظومۃ الشرح مشتملا علی الدقائق فشرحتہا وسمیتہ المصفٰی۔ فظہر ان المستصفٰی والمنافع شیئ واحد وہو الشرح النافع والمصفٰی غیرہ وہو شرح المنظومۃ فلیس عین المستصفٰی ولا اختصارہ ولا المستصفٰی شرح المنظومۃ وقد وقع ہہنا غلط من العلامۃ الکاتبی فی کشف الظنون فتنبہ ومن اشد العجب ان استدل علی ما ادعاہ من ان المستصفٰی شرح المنظومۃ وان المصفٰی اختصارہ بما مر من کلامہ رحمہ اللہ تعالٰی فی آخر المصفٰی مع انہ شاہد اعلی تنادٍ علی نقیض ما ادعاہ ثم عاد ذکر المستصفٰی فی المنافع فجعلہ شرحہ علی الصواب وذکر قبلا انہ المصفٰی ولیس بالصواب اعلم ۱۲ منہ

ان السلطان اذالم یحضر فصلی من دونہ فحضر السلطان یعیدھا ان شاء اھ
فلیتنبہ وباللہ التوفیق۔ **نوع دھم** حدیہ کہ جنازہ ہوا اور بے وضو کو وضو
کرنے یا جنب یا حیض یا نفاس سے فارغ ہونے والی کو نہانے میں فوت
نماز کا اندیشہ ہو تو شرع نے اجازت فرمائی کہ تیمم کرکے شریک ہو جائے
کہ ہو چکی تو پھر نہ پڑھ سکے گا جیسے نماز عید ولہذا اسلطان وغیرہ جو ولی سے مقدم
ہیں جب وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو
اجازت امامت دیدی تو اب بھی ولی تیمم کر سکیگا کہ اجازت دیکر اختیار اعادہ
نہ رہا۔ یوں ہی اگر وضو یا غسل کے تیمم سے ایک جنازہ پڑھا گیا کہ دوسرا آگیا اور
وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اسی تیمم سے دوسرا اور تیسرا جہاں تک ہوں پڑھ
سکتے ہو (146) کنز (147) تنویر (148) ملتقی (149) نور الایضاح
(150) محیط میں ہے صَحَّ لِخَوْفِ فَوْتِ الْجَنَازَۃِ اندیشہ فوت جنازہ کے لیے
تیمم جائز ہے (151) مختصر قدوری (152) ہدایہ (153) وقایہ (154)
نقایہ (155) اصلاح (156) وافی (157) غرر (158) منیہ میں ہے
واللفظ الاصلاح والوقایۃ ھو لمحدث و جنب و حائض ونفساء و عجزوا
عن الماء لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ لغیر الولی اھ ومثلہ فی الغرر غیرانہ
قال لغیر الولی مرد یا عورت جسے وضو یا غسل کی حاجت ہو اور اس میں نماز
جنازہ فوت ہو جانے کا خوف کریں اُن کو تیمم جائز ہے سوا اس کے جو اس نماز
کا احق ہو کہ اُسے خوف فوت نہیں مختصر وقایہ کے لفظ یہ ہیں ما یفوت لا الی
خلف کصلوۃ الجنازۃ لغیر الولی جواز تیمم کے عذروں سے ہے ایسے واجب
کا فوت جس کا بدل نہ ہو سکے جیسے غیر ولی کے لیے نماز جنازہ (159) منتقے امام
حاکم شہید (160) فتاوی غیاثیہ میں ہے لا یجوز التیمم لمن ینتظرہ الناس
فلولم ینتظروہ اجزاہ جس کا انتظار ہو گا یعنی ولی وا ولی اسے تیمم جائز نہیں
اور جس کا انتظار نہ ہو گا یعنی غیر اولی اسے تیمم جائز ہے (161) طحطاوی علی الدر
میں ہے یعتبر الخوف بغلبۃ الظن خوف فوت میں غالب گمان کا اعتبار

ہے (۱۶۲) امام اجل طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں فقد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلاۃ علی الجنازۃ و فی صلاۃ العیدین لان ذلک اذا فات لم یقض نماز جنازہ یا عید فوت ہونے کے خوف سے پانی ہوتے ہوئے تیمم کی اجازت ہے اس لیے کہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں (۱۶۳) ہدایہ (۱۶۴) مجمع الانہر میں ہے لانہ لا تقضی فیتحقق العجز اس لیے کہ نماز جنازہ کی قضا نہیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۶۵) حلیہ (۱۶۶) برجندی (۱۶۷) مراقی الفلاح (۱۶۸) فتاوی خیریہ میں ہے انہا تفوت بلا خلف (زاد البرجندی) بالنسبۃ الی غیر الولی. نماز جنازہ ہو چکے تو غیر ولی کے لیے اس کا بدل نہیں (۱۶۹) کافی میں دونوں لفظ جمع فرمائے کہ صلاۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہما لا تقضیان فیتحقق العجز نماز جنازہ و عید فوت ہو جائیں تو ان کا بدل نہیں کہ وہ قضا نہیں کی جاتیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۷۰) عنایہ میں ہے کل ما یفوت لا الی بدل جاز اداؤہ بالتیمم مع وجود الماء وصلاۃ الجنازۃ عندنا کذلک لانہا لا تعاد ہر واجب کہ فوت پر بدل نہ رکھتا ہو پانی ہوتے ہوئے اسے تیمم سے ادا کر سکتے ہیں اور نماز جنازہ ہمارے نزدیک ایسی ہی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں ہو سکتی (۱۷۱) تبیین (۱۷۲) ارکان میں ہے اصلاۃ الجنازۃ تفوت لا الی خلف فصار الماء معدوما بالنسبۃ الیہا نماز جنازہ کا بدل نہیں تو اس کے لیے پانی معدوم ٹھہرا (۱۷۳) ظہیریہ (۱۷۴) علمگیریہ (۱۷۵) سراجیہ (۱۷۶) شرح نور الایضاح (۱۷۷) درمختار (۱۷۸) رحمانیہ میں ہے ولفظہم للدر ولو جنبا او حائضا اس کے لیے جنب وحائض کو بھی تیمم روا اور یہ مسئلہ وقایہ واصلاح وغیرہ سے واضح تر گزرا (۱۷۹) بحر (۱۸۰) ہندیہ (۱۸۱) طحطاوی المراقی (۱۸۲) حلیہ (۱۸۳) غنیہ میں ہے واللفظ للبحر یجوز التیمم للولی اذا کان من ہو مقدم علیہ حاضرا اتفاقا لانہ یخاف الفوت سلطان وحکام کہ ولی سے مقدم ہیں وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے کہ اب اُسے بھی خوف فوت ہو سکتا ہے (۱۸۴) جوہرہ (۱۸۵) بحر (۱۸۶) علمگیریہ میں ہے واللفظ لہذین یجوز للولی

اذا اذن لغیرہ بالصلوٰۃ ولا یجیز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصۃ ولی دوسرے کو اذن نماز دیدے جب بھی اسے تیمم روا ہے (کہ اب اسے خوف فوت ہو گیا) اور جسے ولی نے اذن دیا اب اسے تیمم جائز نہیں جیسا کہ خلاصہ میں تصریح فرمائی (کہ اب اسے خوف فوت نہیں (۱۸۷) فتاوے کبریٰ (۱۸۸) فتاویٰ قاضی خاں (۱۸۹) خزانۃ المفتین (۱۹۰) جامع المضمرات شرح قدوری (۱۹۱) فتاوے ہندیہ (۱۹۲) فتح القدیر (۱۹۳) جواہر اخلاطی (۱۹۴) شرح تنویر میں ہے تیمم فی المصر وصلی علی جنازۃ ثم اتی باخری فان کان بینھما مدۃ یقدر علی الوضوء (قال فی الدر فزال تمکنہ) یعید التیمم وان لم یقدر صلی بذلک التیمم اھ قال فی الدر بہ یفتی اھ قال فی المضمرات والجواھر ولبہ لہ علیہ الفتوی پانی ہوتے ہوئے بخوف فوت تیمم سے نماز جنازہ پڑھی اب دوسرا جنازہ آیا اگر بیچ میں اتنی مہلت پائی تھی کہ وضو کر لیتا اور نہ کیا اور اب وضو کرے تو یہ دوسرا جنازہ فوت ہو تو اس صورت میں دوبارہ تیمم کرے اور مہلت نہ پائی تھی تو اسی پہلے تیمم سے یہ بھی پڑھے اسی پر فتویٰ ہے (۱۹۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن (۱۹۶) شرح نظم الکنز للعلامۃ المقدسی (۱۹۷) حاشیہ علامہ نوح افندی (۱۹۸) حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے مجرد الکراھۃ لا یقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانھا لیست اقوی من فوات الجمعۃ والوقتیۃ مع عدم جوازہ لھما یعنی صرف کراہت کے سبب تیمم کی اجازت نہیں کہ جمعہ یا پنجگانہ فوت ہونے کے خوف سے تیمم کی اجازت نہیں یہ اس سے زائد تو نہ ہوگی بلکہ اجازت اس لیے ہے کہ جنازہ فوت ہو تو بدل ناممکن ہے۔ تنبیہ ما ذکرنا من عدم جوازہ اولی نسبوہ لروایۃ الحسن عن الامام الاعظم وعزاہ فی الجوھرۃ للنوادر وصححہ فی الھدایۃ والخانیۃ والکافی والتبیین وکذا نقل تصحیحہ فی الجوھرۃ والھندیۃ والمستخلص والراقی وعلیہ مشی فی الخلاصۃ وایضا بہ والمنیۃ والھندیۃ والکافی والدرر والمجتبیٰ وجامع الرموز وقال الصدر الشہید بہ ناخذ کما فی الخلاصۃ وکذا صنعۃ الامام شمس الائمۃ الحلوانی کما فی الغیاثیۃ عن منتقی الشہید وفی

الغنیۃ عن الذخیرۃ اقول فما وقع فی ابن کمال باشا من نسبۃ تصحیح خلافہ لشمس الائمۃ وتبعہ عبد الحلیم علی الدرر والشامی علی الدر فکانہ سبق نظر قالوا فی ظاہر الروایۃ یجوز للولی ایضا لان الانتظار فیہا مکروہ وجوابہ مانقلنا انفا عن البرہان فما بعدہ وعزاہ فی الخلاصۃ للاصل والفتاوی الصغری وعلیہ مشی فی الظہیریۃ وخزانۃ المفتین وصححہ فی جواہر الاخلاطی وعزا تصحیحہ فی عبد الحلیم لخواہر زادہ وفی الرحمانیۃ لحاشیۃ شیخ الاسلام عن النصاب والغیاثیۃ وفتاوی الغرائب والظہیریۃ اقول لکن الذی رایت فی الغیاثیۃ ماقدمت ان قال الحلوانی الصحیح روایۃ الحسن ونفی بہذا فلعلہا العتابیۃ بجملہ نثار ترشت فوحدۃ اقول وقد اسمعناک التنصیص علی استثناء الولی عن المختصر والبدایۃ والوقایۃ والنقایۃ والاصلاح والوافی والغرر والہدایۃ وقصر الاجازۃ علی خوف الفوت عنہا وعن الطحاوی و الکنز والتنویر والملتقی ونور الایضاح وہذا کلہا متون المذہب المعتمد علیہا الموضوعۃ لنقل المذہب فلا اقل من ان یکون ایضا ظاہر الروایۃ وقد تظافرت علیہ تصحیحات الجلۃ ولا یذہب علیک مالہ من قوۃ الدلیل فعلیہ یجب الاعتماد والتعویل وقد اشار فی الحلیۃ الی التوفیق بان عدم الجواز بالولی اذا لم یحضر من ہو اقدم منہ والجواز اذا حضر والیہ یومی کلام الغنیۃ والبحر اقول ولقد کان احسن توفیق لولا ان نص الاصل والصغری سواء کان مقتدیا او اماما ونص الظہیریۃ والخزانۃ لوکان اماما ونص الجواہر مقتدیا او اماما ومن لحق الصلاۃ علیہ ونص النصاب یجوز التیمم للامام ومن لحق الصلاۃ فالصواب ابقاء الخلاف وتحقیق ان الحق ہو ہذا التفصیل واللّٰہ سبحنہ وتعالی اعلم نوع یازدہم (۱۹۹) ہدایہ (۲۰۰) کافی (۲۰۱) تبیین (۲۰۲) فتح القدیر (۲۰۳) غنیہ (۲۰۴) سراج وہاج (۲۰۵) امداد الفتاح (۲۰۶) مستخلص (۲۰۷) طحطاوی علی المراقی واللفظ للفتح ترک الناس عن اخرہم الصلوۃ علی قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولوکان مشروعا لما اعرض الخلق کلہم من العلماء والصالحین والراغبین

فی التقرب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانواع الطرق عنہ فہذا دلیل ظاہر
علیہ فوجب اعتبارہ تمام جہان کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی اگر یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو مزار انور پر
نماز سے تمام مسلمان اعراض نہ کرتے جن میں علماء اور صلحا اور وہ بندے ہیں
جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں تقرب حاصل
کرنیکی رغبت رکھتے ہیں تو یہ نماز جنازہ کی تکرار ناجائز ہونے پر کھلی دلیل ہے جسکا
اعتبار لازم حاشیہ نور الایضاح کے لفظ سراج و غنیہ و امداد سے یوں ہیں والا
یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیمۃ لبقائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما دفن
طریا بل ھو حی یرزق ویتنعم بسائر الملاذ والعبادات وکذا سائر الانبیاء علیہم
الصلاۃ والسلام وقد اجتمعت الامۃ علی ترکہا اس نماز کی تکرار جائز ہوتی تو
مزار اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ حضور ہمیشہ ویسے ہی تروتازہ ہیں
جیسے وقت دفن مبارک تھے بلکہ وہ زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں اور تمام
لذتوں اور عبادتوں کے نازونعم میں ہیں اور ایسے ہی باقی انبیا علیہم الصلاۃ
والثناء حالانکہ تمام امت نے اس نماز کے ترک پر اجماع کیا النہی الحاجز میں
چالیس کتابوں کی اکاون عبارتیں تھیں یہ پچاسی کتب متون و شروح و فتاوے
کی دوسوستات عبارات ہیں۔ غرض صورت مذکورہ استثنا کے سوا نماز جنازہ کی
کی تکرار ناجائز و گناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع قطعی ہے اور اس کا مخالف
مخالف مذہب حنفی ہے۔ بعض نام کے حنفی برائے جہالت یا مغالطۂ عوام ان
تمام روشن و ظاہر تصریحات مذہب کو چھوڑ کر یہاں دو کتب تاریخ تصنیف شافعیہ
سے سند لیتے ہیں اول تبییض الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی شافعی میں ہے کہ
امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور کثرت ازدحام
خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی دوم سیر النبلاء شمس الدین
ذہبی شافعی میں ہے کہ شیخ تاج الدین ابوالیمن زید بن حسن کندی حنفی نے ۶ شوال
۶۱۳ھ میں وفات پائی قاضی القضاۃ جمال الدین ابن الحرستانی نے نماز پڑھائی
پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری نے باب الفرادیس میں پھر شیخ موفق الدین شیخ

الحنبلیہ نے پہاڑ میں یعنی جبل قاسیون کوہ دمشق میں ادا کا جمیع کتب مذہب کے صریح خلاف ہیں دو کتاب تاریخ پر اعتماد کیسی جہالت شدیدہ ہے ثانیاً دنیا میں صرف حنفی ہی مذہب کے لوگ نہیں خصوصاً پہلی صدیوں ہیں کہ خود مجتہدین بکثرت تھے اور ہر ایک کے لیئے اتباع تھے اس حکائیت میں یہ کہنا ہے کہ حنفیہ نے ۶ بار پڑھی بلکہ ہجوم خلائق تھا ہر مسالک و مذہب کے لوگ جوق در جوق آتے تھے غیر حنفیہ نے اگر سو بار پڑھی تو حنفی مذہب پر اس میں کیا حجت ہو سکتی ہے اللہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عظیم الشان جلیل البرہان امام ہیں کہ امام مستقل مجتہد مطلق سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جب اس امام الائمہ سراج الامہ کے مزار پر انوار کے پاس نماز صبح پڑھائی بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی نہ رفع یدین کیا نہ قنوت پڑھی کسی نے سبب پوچھا فرمایا ان صاحب قبر کے ادب سے کما فی الخیرات الحسان للامام ابن حجر مکی الشافعی اور ایک روایت میں ہے مجھے حیا آئی کہ اس امام جلیل کے سامنے اس کا خلاف کروں کما فی المسلک المتقسط للمولیٰ علی القاری سبحٰن اللہ مجتہد مستقل تو ادب امام سے حضور امام میں اتباع امام اختیار کریں اور خود حنفیہ خاص جنازہ امام پر مخالف امام و ترک مذہب کرتے یہ کیونکر متصور ہو سکتا ہے ثالثاً پہلی نمازیں غیر ولی نے پڑھیں تو ولی کو اختیار اعادہ تھا امام کے ولی ان کے صاحبزادۂ جلیل حضرت سیدنا حماد بن ابی حنیفہ تھے جب انھوں نے پڑھی پھر جنازہ مبارک پر کسی نے نہ پڑھی امام ابن حجر بن مکی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں ما فرغوا من غسلہ الیٰ وقد اجتمع من اھل البغداد خلق لا یحصیھم الا اللہ تعالیٰ کانہ نودی لھم بموتہ وحزر من صلی علیہ فقیل بلغوا خمسین الفا وقیل اکثر واعیدت الصلوٰۃ علیہ ستۃ مرات اٰخرھا ابنہ حماد ادھر امام ابوحنیفہ کے غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ ادھر بغداد کی اتنی خلقت جمع ہوگئی جس کا شمار خدا ہی جانتا ہے گویا کسی نے انتقال امام کی خبر پکار دی تھی نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کوئی کہتا ہے پچاس ہزار تھے اور کوئی کہتا ہے اس سے بھی زیادہ تھے اور

ان پر چھ بار نماز ہوئی آخر مرتبہ صاحبزادہ امام حضرت حماد نے پڑھی رابعاً
یوں ہی واقعہ دوم میں کیا ثبوت ہے کہ پہلی نماز باذن ولی تھی بلکہ ظاہر یہی ہے
کہ یہ نماز دوم ہی باذن ولی ہوئی کہ جنازہ ایک عالم حنفی کا تھا اور وہاں
اسوقت حنفیہ کے رئیس الرؤساہی امام جمال الدین محمود بن احمد حصیری تلمیذ
خاص امام جلیل قاضی خاں تھے جن کی تصانیف میں جابجا تصریح ہے کہ نماز
جنازہ کی تکرار جائز نہیں تیسری نماز والے حنبلی مذہب تھے حنبلیہ کے یہاں
جواز ہے جو ہم پر حجت نہیں بالجملہ علماء عقلاء کا اتفاق ہے کہ واقعۃ عین لا عموم
لہا خاص خاص واقعے محل ہرگونہ احتمال اُن سے استدلال محض خام خیال نہ کہ وہ
بھی اجماع قطعی تمام آئمہ مذہب کے رد کرنے کو جسپر جرأت نہ کریگا مگر نا اہل
شدید الجہل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی نماز محض ناجائز ہے ائمہ حنفیہ
کا اس کے عدم جواز پر بھی اجماع ہے خاص اس کا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے
علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولیٰ بھی اس سے متعلق کہ غالبا نماز غائب کو تکرار صلوٰۃ
جنازہ لازم بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی اور دوسری
جگہ خبر کے بعد ہی پہنچیگی ولہذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی
فرع ٹھہرایا اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں اب اس مسئلہ کی نصوص خاصہ
لیجیے اور بنظر تعلق مذکور سلسلہ عبارات بھی وہی رکھیئے (۲۰۸) فتح القدیر
(۲۰۹) حلیہ (۲۱۰) غنیہ (۲۱۱) شلبیہ (۲۱۲) بحرالرائق (۲۱۳)
ارکان میں ہے وشرط صحتہا اسلام المیت وطہارتہ ووضعہ امام المصلی
فلہذا القید لا تجوز علی غائب صحت نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان
ہو طاہر ہو جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو اسی شرط کے سبب کسی غائب
کی نماز جنازہ جائز نہیں حلیہ کے لفظ یہ ہیں شرط صحتہا کونہ موضوعا امام
المصلی ومن ھنا قالوا لا تجوز الصلوٰۃ علی غائب مطلقا نماز جنازہ کی شرائط
صحت سے ہے جنازہ کا مصلے کے آگے رکھا ہونا اسی لیے ہمارے علمانے

فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں (۲۱۴) متن تنویر الابصار میں ہے
شرطھا وضعہ امام المصلی جنازہ کا نمازی کے سامنے حاضر ہونا شرط نماز جنازہ
ہے (۲۱۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن طرابلسی (۲۱۶) نہر الفائق (۲۱۷)
شرنبلالیہ علی الدرر (۲۱۸) خادمی (۲۱۹) ہندیہ (۲۲۰) ابوالسعود (۲۲۱)
درمختار میں ہے شرطھا حضورہ فلا تصح علی غائب جنازہ کا حاضر ہونا شرط
نماز ہے لہذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں (۲۲۲) متن نور الایضاح
میں ہے شرائطھا اسلام المیت وحضورہ صحت نماز جنازہ کی شرطوں
سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا (۲۲۳)
متن ملتقے الابحر میں ہے لا یصلی علی عضو ولا علی غائب میت کا کوئی عضو
کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں نہ کسی غائب پر نماز جائز ہے (۲۲۴) شرح مجمع
(۲۲۵) مجمع شرح ملتقے میں ہے محل الخلاف الغائب عن البلد اذا لو کان
فی البلد لم یجز ان یصلی علیہ حتی یحضر عندہ اتفاقا لعدم المشقۃ فی الحضور
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے
کہ میت دوسرے شہر میں ہو اور اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی
کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں (۲۲۶)
فتاویٰ خلاصہ میں ہے لا یصلی علی میت غائب عندنا ہمارے نزدیک
کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے (۲۲۷) متن وافی میں ہے من
استھل صلی علیہ والا لا کغائب جو بچہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے
اس کی حیات معلوم ہو پھر مر جائے اس پر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں
جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں (۲۲۸) کافی میں ہے لا یصلی علی
غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علی ان صلاۃ الجنازۃ تتقادم لا کسی غائب
یا عضو پر نماز ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے
اس بنا پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہو سکتی ہے ہمارے نزدیک
نہیں (۲۲۹) فتاویٰ شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی
میں ہے ان اباحنیفۃ لا یقول بجواز الصلوۃ علی الغائب ہمارے امام

اعظم رضی اللہ عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے (۲۳۰) منظومہ امام مفتی الثقلین میں ہے ؎

باب فتاوی الشافعی وحدہ ۔ وما قال قلنا ضدہ
وھی علی الغائب والعضو تصح ۔ وذاک فی حق الشہید قد طرح

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے ہمارے نزدیک غائب وعضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی یہ ۸۶ کتابوں کی ۲۳۰ عبارتیں ہیں وللہ الحمد مسئلہ اولی پر بحث دلائل النہی الحاجز میں بحمد اللہ تعالی بروجہ کافی ہو چکی یہاں بہت اختصار و اجمال کے ساتھ مسئلہ ثانیہ کے دلائل پر کلام کریں **فنقول** وباللہ التوفیق حکم شرع مطہر کے لیے ہے اور اس پر زیادت ناروا **اقول** ای ما کان بدون اذنہ الخالص او العام ولو فی الارسال والسکوت فانہ بیان ولیس یسکت عن نسیان فھذہ ھی الزیادۃ حقیقۃ لا غیر اذ المستند والوالی لسکوتہ مستند الیہ لا زائد علیہ والمتبع الکف دون الترک فانہ لیس بفعل العبد ولا مقدور کما نص علیہ لجلۃ الصدور بل ھو فی العقل مدلل فان الاعدام لا تعلل فافہم ان کنت تفہم حضور پر نور سید یوم النشور بالمومنین رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا اگر کسی وقت رات کی اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے لا تفعلوا ادعونی لجنائزکم ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلا لیا کرو رواہ ابن ماجہ عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے لا تفعلوا لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظہرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اس پر میری نماز موجب رحمت ہے رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ورواہ ابن حبان والحاکم

النہی الحاجز ۱۳۰۹ھ

عن یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث اٰخر اور فرماتے ان
ھذہ القبور مملوۃ علی اھلھا ظلمۃ وانی انورھا بصلاتی علیہم بیشک یہ
قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے
انھیں روشن فرما دیتا ہوں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلی اٰلہ قدر
نورہ وجمالہ وجاھہ وجلالہ وجودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ رواہ مسلم
وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بااین ہمہ حالانکہ زمانہ اقدس
میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی
کبھی کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ
کی نماز پڑھی کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پر یہ رحمت وشفقت نہ تھی کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک
سے پر نور کرنا نہ چاہتے تھے کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انھیں کی قبور محتاج نور
ہوتیں اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی۔ یہ سب باتیں بداہۃً باطل ہیں تو حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی دلیل روشن
وواضح ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن تھی ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بکمال
وفور موجود اور مانع مفقود لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وہ ضرور امر شرعی ومشروع
نہیں ہو سکتا دوسرے شہر کی میت پر صلاۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں
روایت کیا جاتا ہے واقعہ نجاشی وواقعہ معویہ لیثی وواقعہ امرائے موتہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین ان میں اول ودوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر اور دوم وسوم

کی سند صحیح نہیں اور سوم صلاۃ بمعنے
نماز میں صریح نہیں ان کی تفصیل بعونہ تعالیٰ ابھی آتی ہے اگر فرض ہی کر لیجیے
کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس اہتمام عظیم وموفور
اور تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ رحمت ونور قبور کے صدہا پر
کیوں نہ پڑھی وہ بھی محتاج حضور وحاجتمند رحمت ونور اور حضور ان پر بھی رؤف

ورحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہوتا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہوگا نہ تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ کا علاج حالانکہ حریص علیکم ان کی شان ہے دو ایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑ نا کب ان کے کرم کے شایان ہے ان حالات و اشارات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دو ایک بار وقوع خود ہی بتا دے گا کہ وہاں کوئی خصوصیت خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بنا پر عام احتراز ہے اب واقعہ بیر معونہ ہی دیکھئے مدینہ طیبہ کے ستر جگر پارول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص پیارول اجلہ علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کر دیا مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سخت شدید غم والم ہوا ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار ناہنجار پر لعنت فرماتے رہے مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو ع

آخر ایں ترک و با ایں رتبہ بے چیزے نیست

اہل انصاف کے نزدیک کلام تو اسی قدر سے تمام ہوا مگر ہم ان وقائع ثلثہ کا بھی باذنہ تعالیٰ تصفیہ کریں۔ واقعۂ اولیٰ جب اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلیٰ میں جا کر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں رواہ الستۃ عن ابی ھریرۃ وللشیخان عن جابر کنت فی الصف الثانی او الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولا صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ جمیعا سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی فقوموا صلوا علیہ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصفوا خلفہ فکبر اربعا وھم لا یظنون الا ان جنازتہ بین یدیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی مرگیا اٹھو اس پر نماز پڑھو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور نے چار تکبیریں کہیں صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔ صحیح ابو عوانہ میں انھیں سے ہے

فصلینا خلفہ ونحن لانریٰ الا ان الجنازۃ قدامنا ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے **اقول** ھذا فی فتح الباری ثم المواھب ثم شرحھا کذلک فی عمدۃ القاری وغیرھا من الکتب ووقع فی نصب الرایۃ فی روایۃ ابن حبان وھم لایظنون ان جنازتہ بین یدیہ باسقاط الا فاحتاج المحقق علی الاطلاق تعالی الی التقریب بان قال فھذا اللفظ یشیر الی ان الواقع خلاف ظنھم لانہ ھو فائدتہ المعتد بھا فاما ان یکون سمعہ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوکشف لہ وتبعہ اھ فی الغنیۃ والمرقاۃ وھو کما تری کلام نفیس لکن لاحاجۃ الیہ بعد ثبوت الا فی الکتابین الصحیحین فانہ اظھر وازھر وللہ الحمد وبالجملۃ اندفع بہ ما قال الشیخ تقی الدین ان ھذا یحتاج الی نقل بینۃ ولا یکتفی فیہ بمجرد الاحتمال۔
یہ دونوں روائت صحیح عاضد قوی ہیں اس حدیث مرسل اصولی کی کہ امام واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی کہ فرمایا کشف للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰہ وصلی علیہ نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اُسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی ثانیاً بلکہ جب تم مستدل ہو ہمیں احتمال کافی نہ کہ جب خود باسانید صحیحہ ثابت ہے یہ جواب خود ایک شافعی امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا **اقول** ای لما تقرر من کفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالظاھر معناہ الاحتمال عن دلیل ثم من العجب قول الکرمانی کان غائبا عن الصحابۃ وارتضاہ فی الفتح قائلا سبقہ الی ذالک ابوحامد الخ وکذا استحسنہ الرویانی وار بعتھم شافعیۃ[1] وھذا لما نص علیہ الحنفیۃ والمالکیۃ من الاتفاق علی جواز الصلاۃ علی غائب عن القوم دالامام یراہ **اقول** علی ان فی حدیث عمران نحن لا نری الا ان الجنازۃ قدامنا کما قدمنا اما حدیث مجمع بن جاریۃ رضی اللہ عنہ فصففنا خلفہ صفین وما نری شیئا

[1] تکلم فیہ تقلیدہ جاملا مجتھدا الوھابیۃ الشوکانی فی نیل الاوطار ابونانی فی عون الباری غافلین عما روہ الحنفیۃ وھذا ویدین ھٰؤلاء المدعیین الاجتھاد یقلدون المقلدین فی الشافعی المبین یحرمون تقلید الائمۃ المجتھدین ۱۲ منہ

رواہ الطبرانی ر دھم من نسبتہ لابن ماجہ معتبر القول الحافظ اصلہ فی ابن ماجہ غافلا ان لیس عندہ وما نری شیئا وھو المقصود) ففیہ حمران بن اعین رافضی ضعیف علی ان کلا حکی عن حالہ فلا تعارض ولا یعقل من عاقل اشتراط ان یری المیت الکل والا لما صحت لما عدا الصف الاول۔ ثالثاً نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہوتی تھی لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی اسی بنا پر امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث کے لیے یہ باب وضع کیا۔ الصلاۃ علی المسلم یلیہ اہل شرک فی بلد اخر قال الحافظ فی الفتح لھذا محتمل الا انی لم اقف فی شیئ من الاخبار علی انہ لم یصل علیہ فی بلدہ احد اھ قال الزرقانی وھو مشترک الالزام فلم یرو فی الاخبار انہ صلی علیہ احد فی بلدہ کما جزم بہ ابوداؤد ومحلہ فی اتساع الحفظ معلوم اھ اقول ای فقد کفانا المونتہ بقولہ ھذا محتمل ثم اقول تدبری لہ ما اخرج احمد وابن ماجۃ عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج بھم فقال صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم قالوا من ھو قال النجاشی ثم رایتہ[1] فی مسند ابی داؤد الطیالسی قال حدثنا المثنی بن سعید عن قتادہ عن ابی طفیل عن حذیفۃ بن اسید ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتاہ موت النجاشی فقال ان اخاکم مات بغیر ارضکم فقوموا فصلوا علیہ فھذا القوی الاستئناس لمکان الفا فی فقوموا و لہذا خود امام شافعی المذہب ابوسلیمان خطابی نے یہ مسلک لیا کہ غائب پر نماز جائز نہیں سوا اس صورت خاص کے کہ اس کا انتقال ایسی جگہ پر ہو جہاں کسی نے اس کی نماز نہ پڑھی ہو اقول اب بھی خصوصیت نجاشی ماننے سے چارہ نہ ہوگا جبکہ اور موتیں بھی ایسی ہوئیں اور نماز غائب کسی پر نہ پڑھی گئی۔ رابعاً بعض کو ان کے اسلام میں

---

[1] ثم رایت الشوکانی ذکرہ عن شیخ مذہبہ الفاسد ابن تیمیہ انہ اختار التفصیل بجواز الصلاۃ علی الغائب ان لم یصل علیہ حیث مات والا لا قال واستدلال لہ بما اخرجہ الطیالسی واحمد وابن ماجہ و ابن قانع والطبرانی والضیا فذکر الحدیث اقول اما الاستئناس فنعم واما کونہ دلیلا علیہ حجۃ فیہ فلا کما لا یخفی ۱۲ منہ [2] روایت طبرانی میں ہے کہ اس کا قائل ایک منافق تھا ۱۲ منہ

شبہہ تھا یہاں تک کہ بعض نے کہا حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی رواہ ابن ابی حاتم فی التفسیر عن ثابت والدار قطنی فی الافراد والبزار عن حمید معاً عن انس ولہ شاھد فی کبیر الطبرانی عن وحشی واوسطہ عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس نماز سے مقصود اُن کی اشاعت اسلام تھی۔ اقول یعنی بیان بالفعل اقویٰ ہے ولہذا مصلے میں تشریف لے گئے کہ جماعت کثیر ہو قالہ ابن بزیزۃ وغیرہ من الشافعیۃ القائلین بجواز صلٰوۃ الجنازۃ فی المسجد معتلین لعدم صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد مع انہ حین نعاہ کان فیہ ھذا ولا یذھب عنک ان طراز المعلم ھما الاولان تنبیہ غیر مقلدوں کے بھوپالی امام نے عون الباری میں حدیث نجاشی کی نسبت کہا اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جہت قبلہ میں ہو اور نمازی قبلہ رو اقول یہ اس مدعی اجتہاد کی کورانہ تقلید اور اس کے ادعا پر مثبت جہل شدید ہے نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور حبشہ مدینہ طیبہ سے جانب جنوب ہے اور مدینہ طیبہ کا قبلہ جنوب ہی کو ہے تو جنازہ غیر جہت قبلہ میں کب تھا لاجرم لما نقل الحافظ فی الفتح قول ابن حبان انہ انما یجوز ذلک لمن فی جھۃ القبلۃ قال حجۃ الجمود علی قصۃ النجاشی اھ تو ان مجتہد صاحب کا جہل قابل تماشا ہے جن کو سمت قبلہ تک معلوم نہیں پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے جنازہ پر نماز ان کی غیر سمت پڑھنے کا ادعا دوسرا جہل ہے حدیث میں تصریح ہے کہ حضور نے جانب حبشہ نماز پڑھی رواہ الطبرانی عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہ واقعہ دوم معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ان پر نماز پڑھی اولاً ائمہ حدیث عقیلی وابن حبان وبیہقی وابو عمر ابن عبدالبر وابن الجوزی ونووی وذہبی وابن الہمام وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف بتایا اسے طبرانی نے معجم اوسط ومسند الشامیین میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا بطریق نوح بن عمر السکسکی ثنا بقیۃ بن الولید عن محمد بن زیاد الالہانی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلت ومن ھذا الطریق رواہ ابو احمد والحاکم فی فوائدہ والخلال فی

۵۔ امام غیر مقلد کی جہالت

۶۔ واقعہ معاویہ رضی اللہ عنہ

فضائل سورۃ الاخلاص وابن عبدالبر فی الاستیعاب وابن حبان فی
الضعفاء واشار الیہ ابن مندہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے اور
اس نے عنعنہ کیا یعنی محمد بن زیاد سے اپنا سننا نہ بیان کیا بلکہ کہا کہ ابن زیاد سے
روایت ہے معلوم نہیں راوی کون ہے بہ اعلہ المحقق فی الفتح اقول لکن
سند ابی احمد الحاکم ھکذا اخبرنا ابو الحسن احمد بن عمیر بدمشق ثنا نوح
بن عمرو بن حوی ثنا بقیۃ الثنا محمد بن زیاد عن ابی امامہ فذکرہ ذہبی نے
کہا یہ حدیث منکر ہے نیز اس کی سند میں نوح ابن عمرو ہے ابن حبان نے اسے
اس حدیث کا چور بتایا یعنی ایک سخت ضعیف شخص اسے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتا تھا اس نے اس سے چرا کر بقیہ کے سر باندھ دی قال
الذہبی فی ترجمۃ نوح قال ابن حبان یقال انہ سرق ھذا الحدیث اھ اقول
لفظ الحافظ فی الاصابۃ قال ابن حبان فی ترجمۃ العلاء الثقفی من الضعفاء
بعد ان ذکر لہ ھذا الحدیث سرقہ شیخ من اھل الشام فرواہ عن بقیۃ
فذکرہ اھ ولیس فیہ یقال وقد نقل عنہ ھکذا الذہبی فی العلام اما قول الحافظ
فما ادری عنی نوحا ام غیرہ فانہ لم یذکر نوحا فی الضعفاء فاقول ظاھر ان
نوحا ھو الشیخ الشامی الذی رواہ عن بقیۃ ولا مسار للشک حتی یثبت
شامی اخر یرویہ عنہ لاجرم ان جرم الذہبی بانہ عنی بہ نوحا
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے

لہ لم یروا الحدیث عن اصحابی غیر انس وابی امامۃ اھ ا و نع فی نسختی فتح القدیر المطبوعتین بمصر والہند
———— من قولہ بعد ذکر قصۃ النجاشی فان قیل بل قد صلی علی غیرہ من الغیب وھو معویہ
بن معویۃ المزنی ویقال اللیثی رواہ طبرانی من حدیث ابی امامۃ وابن سعد من حدیث انس وعلی وزید وجعفر
اما استشھد ابموتۃ علی ما فی مغازی الواقدی فتصحیف وصوابہ وابن سعد من حدیث انس وعلی وزید وجعفر
ای وصلی علیہما فقد اخذ کلام الفتح بذا برستہ الحلبی فی الغنیۃ فقال وابن سعد من حدیث انس وکذا صلی علی زید
وجعفر ومواخذہ بتمامہ القاری فی المرقاۃ فقال وابن سعد من حدیث انس وصلی علی زید وجعفر وقد جمع الحافظ
طرق الحدیث فی الاصابۃ فلم یذکرہ عن علی ولا عن غیرہ من الصحابۃ سوی انس وابی امامۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ -

ایک طریق میں محبوب بن ہلال مزنی ہے قلت ومن ھذا الوجه اخرجه الطبرانی وابن الفرابیس دسمویہ فی فوائدہ وابن مندہ والبیہقی فی الدلائل ذہبی نے کہا یہ شخص مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر، دوسرے طریق میں علاء بن یزید ثقفی ہے قلت ومن ھذا الطریق اخرجه ابن ابی الدنیا ومن طریقه ابن الجوزی فی العلل المتناھیة والعقیلی وابن سنجو فی مسندہ وابن الاعرابی وابن عبد البر وحاجب الطوسی فی فوائدہ امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا، اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے امام بخاری وابن عدی وابو حاتم نے کہا وہ منکر الحدیث ہے ابو حاتم ودار قطنی نے کہا متروک الحدیث ہے امام علی بن مدینی استاذ امام بخاری نے کہا وہ حدیثیں دل سے گھڑتا تھا۔ ابن حبان نے کہا یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کر دی ذکرہ فی المیزان ابو الولید طیالسی نے کہا علاء کذاب تھا عقیلی نے کہا العلاء بن یزید ثقفی لایتابعه احد علی ھذا الحدیث الا من ھو مثله او دونه علاء کے سوا جس جس نے یہ حدیث روایت کی سب علاء ہی جیسے ہیں یا اس سے بھی بدتر ذکرہ فی العلل المتناھیه ابو عمر بن عبد البر نے کہا اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور دربارۂ احکام اصلا حجت نہیں صحابہ میں کوئی شخص معاویہ بن معاویہ نام کا معلوم نہیں قاله فی الاستیعاب ونقله فی الاصابة یونہی ابن حبان نے کہا کہ مجھے[1] اس نام کے کوئی صاحب صحابہ میں یاد نہیں۔ اثرہ فی المیزان۔ ثانیاً فرض کیجیے کہ یہ حدیث اپنے طرق سے ضعیف نہ رہی کما اختارہ الحافظ فی الفتح یا بالفرض غلط لذاتہ صحیح سہی پھر اس میں ہے کیا خود اسی میں تصریح ہے کہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا تو نماز جنازہ حاضر ہوئی نہ کہ غائب پر، حدیث ابی امامہ

---

[1] وہابیہ کے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں یہاں عجیب تماشا کیا ہے اولاً استیعاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معویہ بن معویہ لیثی پر نماز پڑھی پھر کہا استیعاب میں اس قصہ کا مثل معویہ بن مقرن کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

رضی اللہ عنہ کے لفظ طبرانی کے یہاں یہ ہیں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ معویہ بن معویہ مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا اتحب
ان اطوی لك الارض فتصلی علیہ قال نعم فضرب بجناحہ علی الارض
فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ وخلفہ صفان من الملٰئکۃ کل صف سبعون
الف ملك کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کے لیے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور
ان پر نماز پڑھیں فرمایا ہاں جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا جنازہ حضور کے سامنے
ہوگیا اسوقت حضور نے اسپر نماز پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے پیچھے
تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے - ابواحمد حاکم کے یہاں یوں ہے وضع جناحہ
الایمن علی الجبال فتراضعت ووضع جناحہ الایسر علی الارضین فتراضعت
حتٰی نظرنا الی مکۃ والمدینۃ فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وجبریل والملٰئکۃ جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے بایاں
پر زمینوں پر رکھا وہ پست ہوگئیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ ہم کو نظر آنے لگے اسوقت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبریل وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام نے ان پر

(بقیہ حاشیہ صـ۲۸)

میں ابوامامہ سے روایت کیا پھر کہا نیز اس کا مثل انس سے ترجمہ معاویہ بن معاویہ مزنی میں روایت کیا
ں میں وہ یہ وہم دلاتا ہے کہ گویا یہ تین صحابی جدا جدا ہیں جن پر نماز غائب مروی ہے حالانکہ یہ محض جہل یا
باطل ہے وہ ایک ہی صحابی ہیں معویہ نام جنکے نسب ونسبت میں راویوں سے اضطراب واقع ہوا
ی نے مزنی کہا کسی نے لیثی کسی نے معویہ بن معویہ کسی نے معویہ بن مقرن ابوعمر نے معویہ بن مقرن مزنی
ترجیح دی کہ صحابہ میں معویہ بن معویہ کوئی معلوم نہیں اور حافظ نے اصابہ میں معویہ بن معویہ مزنی کو ترجیح دی
لیثی کہنے کو علاء تغی کی خطا بتایا اور معویہ بن مقرن کو ایک اور صحابی مانا جن کے لیے یہ روایت نہیں بہرحال
حب قصہ شخص واحد ہیں اور شوکانی کا ایہام تثلیث محض باطل - ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا معویہ
بن معویۃ المزنی ویقال اللیثی ویقال معویہ بن مقرن المزنی قال ابوعمر ہو اولی بالصواب الخ
معویہ بن معویہ مزنی اور کوئی کہتا ہے معویہ بن مقرن مزنی ابوعمر نے کہا یہی جواب سے نزدیک تر
پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے دوسرے طور
اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر ۱۲ منہ

نماز پڑھی۔ حدیث انس بطریق محبوب کے لفظ یہ ہیں جبریل نے عرض کی کیا حضور
اس پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں فضرب بجناحہ الارض فلم تبق شجرۃ
ولا اکمۃ الا تضعضعت ورفع لہ سریرہ حتی نظر الیہ فصلی علیہ یعنی
جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا کوئی پیڑ اور ٹیلا نہ رہا جو پست نہ ہو گیا اور ان کا جنازہ
حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ پیش نظر اقدس ہو گیا اس وقت حضور نے
اس پر نماز پڑھی طریق علاء کے لفظ یوں ہیں ھل لک ان تصلی علیہ فاقبض لک
الارض قال نعم فصلی علیہ جبریل نے عرض کی حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو
میں زمین سمیٹ دوں فرمایا ہاں جبریل نے ایسا ہی کیا اس وقت حضور نے ان
پر نماز پڑھی اقول بلکہ طرز کلام مشیر ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے جنازہ سامنے
ہونے کی حاجت سمجھی گئی جب تو جبریل نے عرض کی کہ حضور نماز پڑھنی چاہیں
تو میں زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور نماز پڑھیں فافہم **واقعہ سوم** واقدی نے
مغازی میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی لما التقی
الناس بموتہ جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وکشف لہ ما بینہ
وبین الشام فھو ینظر الی معرکتھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ زید
بن حارثۃ فمضی حتی استشھد وصلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ وقد دخل
الجنۃ وھو یسعی ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب فمضی حتی استشھد
فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودعا لہ وقال استغفروا لہ
وقد دخل الجنۃ فھو یطیر فیہا بجناحین حیث شاء جب مقام موتہ میں لڑائی
شروع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ عزوجل
نے حضور کے لیے پردے اٹھا دیے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے
تھے اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا زید بن حارثہ نے
نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے انھیں اپنی صلاۃ ودعا
سے مشرف فرمایا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لیے استغفار کرو وہ بیشک دوڑتا
ہوا جنت میں داخل ہوا حضور نے فرمایا پھر جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا
اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ان کو اپنی صلاۃ ودعا سے شرف بخشا

اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کے لیے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے اولاً یہ دونوں طریق سے مرسل ہے اقول عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پوتے اور یہ عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہیں، صغار تابعین سے عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کے پرپوتے ثانیاً خود واقدی کو محدثین کب مانتے ہیں یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا ادعا کیا اقول وزدت ھذہ مشایعۃ للاول وکلاھما الزام فالمرسل نقلہ الواقدی لوثقہ ثالثاً اقول عبداللہ بن ابی بکر سے راوی شیخ واقدی عبدالجبار بن عمارہ مجہول ہے کما فی المیزان تو مرسل نامعتضد ہے سل لعاً خود اسی روایت میں صاف تصریح ہے کہ پردے اٹھا دیے گئے تھے معرکہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا اقول لکن موتۃ بالشام علی مرحلتین من بیت المقدس وغزوتھا سنۃ ثمان وقد حولت القبلۃ قبلھا بزمان فکیف یکفی الرویۃ مع اشتراط کونھا امام المصلی الا ان یقال انما اریدا الرد علی الاحتجاج لصلاۃ الغیب وقد تم واذا ثبت فیھا قولنا ثبت ذلک اشراط لنالان الرویۃ مع الاتدبار لا مکنہ خامساً اقول کیا دلیل ہے کہ یہاں صلاۃ بمعنی نماز معہود ہے بلکہ بمعنی درود ہے اور دعا لہ عطف تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور سوق روایت اسی میں ظاہر کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت منبر اطہر پر تشریف فرما ہونا مذکور اور منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا اور معتاد یہی ہے کہ منبر پہ رو بحاضرین و پشت بقبلہ جلوس ہوا اور اس روایت میں نماز کے لیے منبر سے اترنے پھر تشریف لیجانے کا کہیں ذکر نہیں نیز برخلاف روایت نجاشی اس میں نماز صحابہ بھی نہیں نہ یہ کہ حضور نے ان کو نماز کے لیے فرمایا اگر یہ نماز تھی تو صحابہ کو شریک نہ فرمانے کی کیا وجہ نیز اسی معرکہ میں تیسری شہادت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ہے ان پر صلاۃ کا ذکر نہیں اگر نماز ہوتی ان پر بھی ہوتی ہاں دو دو کی ان دو کے لیے تخصیص وجہ وجیہ رکھتی ہے اگرچہ وجہ کی حاجت بھی

لہ لان تحویلھا فی السنۃ الثانیۃ ۱۲ منہ

نہیں کہ وہ احکام عامہ سے نہیں وجہ اس حدیث سے ظاہر ہوگی جس میں ان ذو
کرام کا حضرت ابن رواحہ سے فرق ارشاد ہوا ہے اور یہ کہ ان کو جنت میں منہ
پھیرے ہوئے پایا کہ معرکہ میں قدرے اعراض واقع ہو کر اقبال ہوا تھا وھو
فی اخر ھذبن المرسلین رواہ البیھقی عن طریق الواقدی بسندیہ والیہ اشار
فی حدیث ابن سعد عن ابی عامر الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا رأیتہ
فی بعضھم اعواضا کانہ کرہ السیف اور سب سے زائد یہ کہ وہ شہدائے معرکہ
ہیں نماز غائب جائز ماننے والے شہید معرکہ پر نماز نہیں مانتے تو باجماع فریقین یہاں
صلاۃ بمعنے دعا ہونا لازم جس طرح خود امام نووی شافعی و امام قسطلانی شافعی و امام
سیوطی شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے صلاۃ علیٰ قبور شہداء احد میں ذکر فرمایا کہ یہاں صلاۃ
بمعنی دعا ہونے پر اجماع ہے کما اثرناہ فی النہی الحاجز حالانکہ وہاں تو صلی
علیٰ اھلہ احد صلاتہ علی المیت یہاں اس قدر بھی نہیں وہابیہ کے بعض جاہلان
بیخبر مثل شوکانی[1] صاحب نیل الاوطار ایسی جگہ اپنی اصول دانی یوں کھولتے ہیں
کہ صلاۃ بمعنے نماز حقیقت شرعیہ ہے اور بلا دلیل حقیقت سے عدول ناجائز۔
اقول اولا ان مجتہد بننے والوں کو اتنی خبر نہیں کہ حقیقت شرعیہ صلاۃ بمعنی ارکان
مخصوصہ ہے یہ معنی خود نماز جنازہ میں کہاں کہ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجود نہ قرأت
و تعود الثالث عندنا والبواقی اجماعا لہذا علما تصریح فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ صلاۃ
مطلقہ نہیں اور تحقیق یہ کہ وہ دعائے مطلق و صلاۃ مطلقہ میں برزخ ہے کما اشار
الیہ البخاری فی صحیحہ واطال فیہ لاجرم امام محمود عینی نے تصریح فرمائی کہ نماز
جنازہ پر اطلاق صلاۃ مجاز ہے صحیح بخاری میں ہے سماھا صلاۃ لیس فیھا رکوع
ولا سجود عمدۃ القاری میں ہے لکن التسمیۃ لیست بطریق الحقیقۃ ولا
بطریق الاشتراک ولکن بطریق المجاز۔ ثانیاً صلاۃ کے ساتھ جب علیٰ فلان
مذکور ہو ہرگز اس سے حقیقت شرعیہ مراد نہیں ہوتی نہ ہو سکتی ہے قال اللہ تعالیٰ
یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ

---

[1] ظاہرا یہ مثل متعلق بفعل ہے یعنی جس طرح شوکانی نے یوں اپنی اصول دانی کھولی یوہیں وہابیہ کے بعض
جاہلان بے خرد بھی اس کے اتباع سے ابتداع کرتے ہیں ۱۲

وعلیٰ الہ کما تحب وترضیٰ وقال وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللھم صل علیٰ ال ابی اوفی کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ الٰہی تو ابواوفی پر نماز پڑھ یا ان کا جنازہ پڑھ کیا صلاۃ علیہ شرع میں بمعنی درود نہیں ولکن الوہابیۃ قوم یجھلون۔ تنبیہ بعض حنفی بننے والے یہاں یہ عذر بمعنی پیش کرتے ہیں کہ مدارج النبوۃ میں ہے دالان درحرمین شریفین متعارف ست کہ چوں خبر می رسد کہ فلاں مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضے حنفیہ باایشاں شریک مے شوند از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث ایں فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک می شوند درگزاردن ایں نماز، گفت دعائے است کہ میکنند فلا باس بہ۔ تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ واجماع جمیع آئمہ مذہب کے مقابل گیارھویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کرتے ہوئے شرم چاہیے تھی (۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کے لیے مرتبہ اجتہاد کی شہادت دیتے ان امام جلیل کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی مسئلہ مذہب پر بحث کرنا چاہیں تو ڈرتے ڈرتے یوں فرماتے ہیں لو کان الی شیئ لقلت کذا مجھے کچھ اختیار رہوتا تو یوں کہتا (دیکھو فتح القدیر مسئلہ آمین وکتاب الحج باب الجنایات مسئلہ حلق وغیرہما) پھر جو بحث وہ کرتے ہیں علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں مسموع نہ ہوگی، اس پر عمل جائز نہیں مذہب ہی کا اتباع کیا جائیگا۔ رد المحتار نواقض مسح الخف میں ہے قد قال العلامۃ قاسم لاعبرۃ بابحاث شیخنا یعنی ابن الھمام اذا خالف المنقول علامہ قاسم نے فرمایا ہمارے استاذ امام ابن الہمام کی بحثوں کا کچھ اعتبار نہیں جب وہ مسئلہ منقول مذہب کے خلاف ہوں اسیطرح جنایات الحج میں ہے نکاح الرقیق میں علامہ نور الدین علی مقدسی سے ہے الکمال بلغ رتبۃ الاجتھاد وان کان البحث لا یقضی علی المذھب امام ابن الہمام رتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اگرچہ بحث مذہب پر غالب نہیں آسکتے۔ پھر جسے ادنیٰ لیاقت اجتہاد بھی نہیں جمیع ائمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات۔ طحطاوی باب العدت میں ہے المنص ھو المتبع فلا یعول علی البحث معہ نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے ہوئے بحث کا اعتبار نہ ہوگا (۲) تصریح ہے کہ خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں ہم نے العطایا النبویہ میں اس کی

بہت نقول ذکر کیں حلبی علی الدر باب صلوۃ الخوف میں ہے لا یعمل بہ لانہ قول البعض اس پر عمل نہ کیا جائے کہ یہ بعض کا قول ہے، تو جو ایک کا بھی قول نہ ہو اس پر کیونکر عمل ہو سکتا ہے (۳) نصوص جلیلہ ہیں کہ متون کے مقابل شروح شروح کے مقابل فتاویٰ پر عمل نہیں ہم نے اس کی نقول متوافرہ اپنی کتاب فصل القضافی رسم الافتا میں روشن کیں اور علامہ ابراہیم حلبی محشی در کے قول مذکور میں ہے لا یعمل بہ لمخالفتہ لاطلاق سائر المتون اس پر عمل نہیں کہ اطلاق جملہ متون کے خلاف ہے۔جب نہ متون بلکہ صرف اطلاق عبارات متون کا مخالف ناقابل عمل تو جو متون وشروح وفتاوے سب کے خلاف ہے اس پر عمل کیونکر محتمل (۴) پھر وہ بحث کچھ ہستی بھی رکھتی ہو نماز جنازہ مجرد دعا کے مثل زنہار نہیں دعا میں طہارت بدن طہارت جامہ طہارت مکان استقبال قبلہ تکبیر تحریمہ قیام تحلیل استقرار علی الارض کچھ بھی ضرور نہیں اور نماز جنازہ میں یہ اور ان سے زائد اور بہت باتیں سب فرض ہیں کیا اگر کچھ لوگ اسیوقت پیشاب کرکے بے استنجا بے وضو بے تیمم جنازہ کے پاس آئیں اور ان میں ایک شخص قبلہ کو لپشت کرکے جنازہ کی پٹی سے بیٹھ لگا کر بیٹھے اور باقی کچھ اس کے آگے کچھ برابر لیٹے بیٹھے کچھ گھوڑوں پر چڑھے اور اوتر دکھن پورب مختلف جہتوں خلاف قبلہ کو منہ کئے ہوں وہ لیٹتو میں کہے الٰہی اس میت کو بخشدے اور یہ سب انگریزی وغیرہ میں آمین کہیں تو کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ نماز جنازہ ادا ہوئی اور اسطرح کی نماز میں حرج نہیں، دعائے ست کہ میکنند فلا باس بہ اجماع ائمہ مذہب کیخلاف ایسی بے معنی استناد کیسی سخت جہالت شدیدہ ہے۔شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارہویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اس کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا۔حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا زلۃ العالم وانتظروا فیانہ عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار رکھو رواہ الحسن بن علی الحلوانی اُستاذ مسلم وابن عدی والبیہقی والعسکری فی الامثال عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عالم سے لغزش ہوتی ہے وہ تو اس سے رجوع کرلیتا ہے اور اس کی خبر شہروں شہروں پہنچکر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے ذکرہ المناوی فی فیض القدیر

خدارا انصاف ذرا یوں فرض کر دیکھئے کہ کتب مذہب میں جواز نماز غائب تکرار جنازہ کی عام تصریحات ہوتیں اور ایک قاضی ممدوح نہیں ان جیسے دو سو قاضی اسے ناجائز بتاتے اور کوئی شخص کتب مذہب کے مقابل ان دو سو سے سند لاتا تو دیکھئے کہ یہ حضرات کس قدر غل مچاتے اُچھل اُچھل پڑتے کہ دیکھو کتب مذہب میں تو جواز کی صاف تصریح ہے اور یہ شخص ان سب کیخلاف گیارھویں صدی کے دو قاضیوں کی سند دیتا ہے ہم ان کی مانیں یا کتب مذہب کو حق جانیں اور اب جو اپنی باری ہے تو تمام آئمہ مذہب کا اجماع تمام کتب مذہب کا اتفاق سب بالائے طاق اور تنہا قاضی ممدوح کو تقلید کا استحقاق۔ اس ظلم صریح وجہل قبیح کی کوئی حد ہے مگر یہ ہے کہ جب کہیں کچھ نہ پایا الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے . . . . وباللہ العصمۃ۔ مدارج النبوت نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد نہ شیخ کو اس پر تعویل واعتماد وہ حنفی ہیں اور مذہب حنفی خود اسی کتاب میں اسی عبارت سے اوپر یوں بتا رہے ہیں مذہب امام ابوحنیفہ مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ آنست کہ جائز نیست۔ پھر اس پر دلیل بتا کر مخالفین کے جواب دیئے ہیں نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر روز بہ نیت جملہ اموات مسلمین نماز غائب پڑھنے کی وصیت نقل کرکے اس پر سکوت نہ کیا کہ کہاں قاضی علی بن ظہیرہ اور کہاں حضور پرنور غوثیت مآب۔ مبادا غلامان حضور اس سے حنفیہ کے لیے جواز خیال کرلیں۔ لہٰذا معاً اس پر تنبیہ کو فرما دیا کہ ایشان حنبلی اند و نزد امام احمد حنبل جائز است۔ اگر شیخ کو اس حکایت سے استناد مقصود ہوتا تو یہاں استدراک و دفع وہم نہ فرماتے بلکہ اسے اس کا مؤید ٹھہراتے کما لا یخفیٰ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم

اولاً جبکہ آفتاب کیطرح روشن ہوگیا کہ نماز غائب وتکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں تو امام کا شافعی المذہب ہونا اس ناجائز کو ہمارے لیے کیونکر جائز کرسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا طاعۃ لاحد فی

معصیۃ اللہ، تعالیٰ ناجائز بات میں کسی کی اطاعت نہیں رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد والحاکم بسند صحیح عن عمران بن حصین وعن عمرو بن الحکم الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ثانیاً یہاں اطاعت امام کا حیلہ عجیب باد ہوا ہے بھائیو وہ تمہارا امام تو جب ہو کہ تم اس کی اقتدا کرو پیش از اقتدا اس کی اطاعت تم پر کیوں ہو۔ اور جب تمہارے مذہب میں وہ ناجائز و گناہ ہے تو تمہیں ایسے امر میں اسکی اقتدا ہی کب روا ہے یہ وہی مثل ہے کہ کسی کودن نے کچھ اشعار قبیح و شنیع اغلاط پر مشتمل لکھ کر کسی شاعر کو سنائے اس نے کہا یہ الفاظ غلط باندھے ہیں کہا بضرورت شعری کہا بابا شعر گفتن چہ ضرور ثالثاً جائز یا فرض و واجب نمازیں جن میں حنفی حسب شرائط مذکور بحر الرائق وغیرہ اہلسنت کے کسی دوسرے مذہب والے مثلاً شافعی وغیرہ کی اقتدا کرے اس میں ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو امور ہمارے مذہب میں اصل سے محض ناجائز ہیں ان میں اس کی پیروی نہ کرے اگرچہ اس کے مذہب میں جائز ہوں مثلاً صبح کی نماز میں وہ قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر کہے تو یہ نہ کہے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے انما یتبعہ فی المشروع دون غیرہ تنویر میں ہے یأتی المأموم بقنوت الوتر لا الفجر بل یقف ساکتا بحر میں ہے لو کبر خمسا فی الجنازۃ لا یتابعہ فی الخامسۃ جب بعد اقتدا یہ حکم ہے تو قبل اقتدا امر ناجائز نامشروع میں اقتدا کی اجازت کیونکر ممکن۔ غرض مذہب مہذب حنفی کا حکم تو یہ ہے باقی جو کوئی غیر مقلد بننا چاہے تو آجکل آزادی و بے لگامی کی ہوا چل رہی ہے ہر شخص کو شتر بے مہار ہونے کا اختیار اور اس کے رد میں بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے رسائل النہی الاکید وغیرہ کافی واللہ المستعان علیٰ اہل طغیان و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سید المرسلین محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

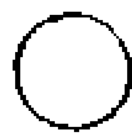
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات انکی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش

آئینۂ حق و باطل

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی

باہتمام
سید شاہ تراب الحق قادری



مجلس اتحاد اسلامی کراچی
میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ۲

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات انکی

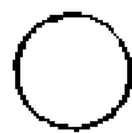
اہلِ علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش

آئینۂ حق و باطل

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری



مجلس اتحادِ اسلامی کراچی
میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی ۲